

قرآن میں حذف اور اُس کی اقسام

حافظ محمد زبیر *

یہ مضمون امام سیوطیؒ کی کتاب 'الاتقان' اور امام زرکشیؒ کی کتاب 'البرہان' سے ماخوذ ہے۔

لغت میں حذف کا معنی 'گرادینا' ہے جبکہ اس کی اصطلاحی تعریف امام زرکشیؒ نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

اسقاط جزء الکلام أو کله لدلیل

”کسی دلیل کی وجہ سے کلام کے ایک حصے یا کُل کلام کو ہی گرادینا حذف کہلاتا ہے۔“

کلام میں اصلاً حذف نہیں ہوتا، اس لیے اگر کسی کلام میں حذف کے ہونے اور نہ ہونے دونوں کا امکان برابر کی سطح پر موجود ہو تو پھر اس کلام میں حذف کو نہ ماننا بہتر ہے۔ اسی طرح اگر کسی کلام میں قلیل اور کثیر دونوں طرح کے محذوفات ممکن ہوں تو اس صورت میں قلیل محذوفات پر کلام کو محمول کیا جائے گا۔

حذف کے دلائل

حذف نکالنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسی دلیل ہو جو اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہو کہ اس جگہ کلام میں کچھ محذوف ہے۔ بعض اوقات دلیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر محذوف 'مطلق' ہے اور بعض اوقات دلیل سے محذوف 'متعین' کی طرف اشارہ ہو رہا ہوتا ہے۔ کسی کلام میں محذوف کی موجودگی کو معلوم کرنے کے لیے کئی دلائل ہیں:

(۱) عقل اس بات کی طرف رہنمائی کرے کہ یہاں کلام میں کچھ محذوف ہے اور جب تک وہ محذوف نہ بیان کیا جائے اُس وقت تک اس کلام کا صحیح ہونا عقلاً محال ہو، مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

☆ ریسرچ فیلو شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی لاہور

﴿وَسَلِّ الْقُرْبَىٰ﴾ (یوسف: ۸۲)

”اور آپ بستی (والوں) سے پوچھ لیں۔“

یہاں پر ہم کچھ نہ کچھ محذوف مانیں گے کیونکہ کسی ”جگہ“ کا کلام کرنا عقلاً محال ہے سوائے اس کے کہ کوئی معجزہ ہو۔ اس لیے ’الْقُرْبَىٰ‘ سے پہلے ’اہل‘ محذوف نکالیں گے۔ اسی لیے ہم نے ترجمہ میں ”والوں“ کا اضافہ کیا ہے۔

(۲) عادت شرعیہ سے یہ بات معلوم ہو کہ یہاں کچھ محذوف ہے، مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ (النساء: ۲۳)

”تمہارے اُپر تمہاری ماؤں (سے نکاح) کو حرام کیا گیا ہے۔“

شریعت کا مقصود یہاں پر ذات کو حرام کرنا نہیں ہے، بلکہ اصل حرمت ایک مخصوص فعل کی ہے جو کہ اس ذات سے متعلق ہے، یعنی یہاں پر ’نکاح‘ کا لفظ محذوف ہے۔ بعض علماء نے یہ قاعدہ بھی بیان کیا ہے کہ حلت و حرمت کی نسبت اجسام کی طرف نہیں ہوتی بلکہ افعال کی طرف ہوتی ہے، یہاں پر بھی فعل ’نکاح‘ کو محذوف کر کے حرمت کی نسبت اس ذات کی طرف کر دی گئی جس سے وہ فعل متعلق تھا۔ چونکہ حلت و حرمت کا محل عقل دریافت نہیں کر سکتی اس لیے اس محذوف کا تعین عقل سے نہیں ہوا بلکہ بعض دوسرے دلائل شرعیہ سے معلوم ہوا کہ یہاں پر ’نکاح‘ کا فعل محذوف ہے، اسی لیے ہم نے ترجمے میں ”سے نکاح“ کا اضافہ کیا ہے۔

(۳) بعض اوقات عرف و عادت اس بات کی دلیل ہوتے ہیں کہ یہاں کلام میں کچھ محذوف ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا﴾ (آل عمران: ۱۶۷)

”اگر ہم لڑائی (کی جگہ) کو جانتے ہوتے۔“

اس آیت میں قتال سے مراد قتال بذات خود نہیں بلکہ مکان قتال مراد ہے، کیونکہ اس زمانے کے عرف و عادت میں قتال کا علم نہ ہونا ایک بہت بڑا عیب تھا، اس لیے منافقین کا کہنا یہ نہیں تھا کہ ہم قتال کی حقیقت کو نہیں جانتے، بلکہ وہ مکان قتال کی بات کر رہے تھے۔ قتال سے مکان قتال مراد لینے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ منافقین کا غزوہ اُحد کے موقع پر مسلمانوں سے اختلاف مکان قتال میں ہوا تھا۔

(۴) خود کوئی لفظ اس بات کی دلیل ہو کہ یہاں پر کچھ محذوف ہے۔ مثلاً:

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

”(پڑھ) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، رحم کرنے والا ہے۔“

یہ مکمل آیت مبارکہ جار مجرور بن رہی ہے اور جار مجرور جملے میں کسی نہ کسی سے متعلق ہوتا ہے لہذا یہاں پر فعل یا اسم محذوف مانیں گے۔ مثلاً اقْرَأْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

(۵) بعض اوقات لغت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر کچھ محذوف ہے۔ مثلاً:

ضَرَبْتُ ”تو نے مارا۔“

یہ فعل چونکہ متعدی ہے اس لیے مفعول کا ہونا ضروری ہے، پس فعل متعدی کے ساتھ مفعول کے عدم ذکر کی صورت میں مفعول کو محذوف مانا جائے گا۔

(۶) بعض اوقات قرآن کے ایک دوسرے مقام سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر کچھ محذوف ہے۔ مثلاً:

﴿لَمْ يَلْبِسُوا إِلَّا مَسَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۖ بَلَّغْ﴾ (الاحقاف: ۳۵)

”نہیں وہ رہے سوائے دن کی ایک گھڑی کے“ (یہ) پہنچاتا ہے۔“

اس آیت میں ’بَلَّغْ‘ سے پہلے ’هَذَا‘ محذوف ہے جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هَذَا بَلَّغٌ لِّلنَّاسِ﴾ (ابراہیم: ۵۲)

حذف کی اقسام

امام زرکشی نے اپنی کتاب ’البرہان‘ میں حذف کی آٹھ اقسام کا تذکرہ کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: پہلی قسم ’اقتطاع‘ ہے، یعنی کسی کلمہ کے ایک حرف کا ذکر کر کے باقی حروف کو حذف کر دینا۔ مثلاً:

﴿وَأَمْسَحُوا بِرءُؤْمِكُمْ﴾ (المائدة: ۶)

”اور تم اپنے سروں (کے بعض حصے) کا مسح کرو۔“

اس آیت کے بارے میں بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ ’باء‘ دراصل ’بَعْض‘ کا ایک حرف ہے اور بعض کے باقی حروف کو حذف کر دیا گیا ہے لہذا ’باء‘ سے مراد ’بَعْض‘ ہے، یعنی اپنے سر کے

بعض حصے کا مسح کرو۔

دوسری قسم: دوسری قسم 'اکتفاء' ہے۔ اس کا معنی ہے کہ کوئی مقام ایسی دو چیزوں کے ذکر کا تقاضا کرتا ہو جن میں تلازم اور ارتباط ہو، لیکن ان دونوں چیزوں کے ذکر کرنے کی بجائے ان میں سے ایک کے ذکر پر اکتفاء کیا جائے۔ مثلاً:

﴿يَبْدِكَ الْخَيْرُ﴾ (آل عمران: ۲۶)

”تیرے ہی ہاتھ میں تمام بھلائیاں (اور برائیاں) ہیں۔“

حالانکہ خیر کے ساتھ ساتھ شر بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، اس لیے تقدیر عبارت یوں ہوگی: 'يَبْدِكَ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ'۔ صرف خیر کا ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ بندوں کو زیادہ مرغوب و مطلوب ہے۔ اسی طرح ﴿وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي الْآلِ وَالنَّهَارِ﴾ (الانعام: ۱۳) سے مراد 'ما سکن و ما تحرك' ہے، اور صرف "سکون" کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کیونکہ سکون اصل ہے اور حرکت کبھی کبھی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مخلوقات کی ایک بہت بڑی تعداد اکثر و بیشتر سکون کی حالت میں رہتی ہے، مثلاً جمادات و حیوانات وغیرہ۔ اسی طرح ﴿الَّذِينَ يَوْمُنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ (البقرة: ۳) میں 'بِالْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ' مراد ہے، کیونکہ دونوں پر ایمان لانے کے بعد ایمان مکمل ہوتا ہے اور یہاں پر صرف غیب کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ دونوں میں سے غیب پر ایمان زیادہ مدوح ہے۔ اسی طرح ﴿وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ﴾ (الصُّفْت) سے مراد 'الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ' ہے، اور صرف مشرق کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ دونوں سمتوں میں زیادہ مشہور مشرق ہے۔ اسی طرح ﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ الْحَافَا﴾ (البقرة: ۲۷۳) سے مراد 'الْحَافَا وَغَيْرِ الْحَافِ' ہے۔ اسی طرح ﴿مَنْ أَهْلُ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ﴾ (آل عمران: ۱۱۳) سے مراد 'أُمَّةٌ قَائِمَةٌ وَأُخْرَى غَيْرُ قَائِمَةٍ' ہے۔ اسی طرح ﴿وَلَتَسْتَبِينَ سَبِيلَ الْمُجْرِمِينَ﴾ (الانعام) سے مراد 'الْمُجْرِمِينَ وَالْمُسْلِمِينَ' ہے۔ ابن الانباری نے ﴿هَذَى لِّلْمُتَّقِينَ﴾ (البقرة) سے مراد 'لِّلْمُتَّقِينَ وَالْكَافِرِينَ' کہا ہے۔ اسی طرح ﴿لَا نَفَرٍ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ﴾ (البقرة: ۲۸۵) سے مراد 'بَيْنَ أَحَدٍ وَأَحَدٍ' ہے۔ اسی طرح ﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلًا﴾ (الحديد: ۱۰) کے بعد 'وَمَنْ أَنْفَقَ بَعْدَهُ وَقَاتِلًا' محذوف ہے۔ اسی طرح قول باری تعالیٰ ﴿وَمَنْ يَسْتَكْفِ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرْهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا﴾ (النساء) میں 'فَسَيَحْشُرْهُمْ إِلَيْهِ'۔

جَمِيعًا سے پہلے 'وَمَنْ لَا يَسْتَكْبِرْ وَلَا يَسْتَكْبِرْ' محذوف ہے، کیونکہ اگلی آیات میں دونوں گروہوں کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح ﴿إِنْ أَمُرُوا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ﴾ (النساء: ۱۷۶) کے بعد وَلَا وَالَّذِ محذوف ہے، کیونکہ اس کے بعد بہن کا حصہ نصف بتایا گیا، اور اگر باپ موجود ہو تو وہ بہن کے حصے کو ساقط کر دیتا ہے۔

تیسری قسم: تیسری قسم 'احتباک' کہلاتی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ کلام میں دو متقابل اکٹھے ہوں اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا مقابل حذف کر دیا جائے۔ مثلاً:

﴿وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِينَ يَنْعِقُ﴾ (البقرة: ۱۷۱)

”اور مثال (انبیاء اور) ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا اُس شخص کی ہے جو پکارتا ہے (اور جس کو پکارا جاتا ہے)۔“

اس آیت مبارکہ کی تقدیر عبارت 'وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْكَافِرِ كَمَثَلِ الَّذِينَ يَنْعِقُ وَالَّذِينَ يَنْعِقُ' یہ ہے۔ اول کلام میں 'الْأَنْبِيَاءُ' کو محذوف کر دیا گیا، کیونکہ اس پر کلام کے دوسرے حصے کے الفاظ 'الَّذِينَ يَنْعِقُ' دلالت کر رہے ہیں، جبکہ کلام کے دوسرے حصے سے 'الَّذِينَ يَنْعِقُ' یہ کو حذف کر دیا گیا، کیونکہ کلام کے پہلے حصے کے الفاظ 'الَّذِينَ كَفَرُوا' اس پر دلالت کر رہے ہیں۔ اسی طرح ﴿فِتْنَةٌ تَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ﴾ (آل عمران: ۱۳) بھی اسی کی مثال ہے جس کی تقدیر عبارت 'فِتْنَةٌ مُؤْمِنَةٌ تَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ تَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ' ہے۔ اسی طرح ﴿خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا﴾ (التوبة: ۱۰۲) بھی اسی کی مثال ہے جس کی تقدیر عبارت 'خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا بِسَيِّئٍ وَآخَرَ سَيِّئًا بِصَالِحٍ' ہے۔

چوتھی قسم: چوتھی قسم یہ ہے کہ کوئی تمثیل بیان کرتے وقت بعد میں آنے والے کلام کے ایک جزء کو حذف کر دیا جائے۔ مثلاً اگر کوئی فقیہ یہ کہتا ہے:

النَّبِيذُ مُسْكِرٌ فَهُوَ حَرَامٌ

”نبیذ نشہ آور ہے (اور ہر نشہ آور حرام ہے) اس لیے وہ حرام ہے۔“

تو اس عبارت میں 'النَّبِيذُ مُسْكِرٌ' کے بعد 'وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ' محذوف ہے۔

پانچویں قسم: پانچویں قسم یہ ہے کہ کسی فعل سے دو چیزوں پر استدلال کیا جائے جبکہ حقیقت میں صرف ایک ہی چیز پر استدلال ممکن ہو، تو ایسی جگہ ایک اور فعل کو محذوف نکالیں

گے۔ مثلاً:

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ﴾ (الحشر: ۹)

”اور جن لوگوں نے (ہجرت والے) گھر کو ٹھکانا بنایا اور (پختہ کیا) ایمان کو۔“

اس آیت مبارکہ میں ’الْإِيمَانَ‘ سے پہلے ’اعْتَقَدُوا‘ کو محذوف مانیں گے۔ اسی طرح بعض علماء نے ﴿لَهَيْمَتْ صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصَلَوَاتٌ﴾ (الحج: ۴۰) کو بھی اسی نوع میں شمار کیا ہے اور ’صَلَوَاتُ‘ سے پہلے ’تُرْكُتُ‘ محذوف نکالا ہے، کیونکہ نمازیں گرائی نہیں جاتیں۔ اسی طرح ﴿لَا تَضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ﴾ (البقرة: ۲۳۳) میں ’مَوْلُودُ‘ سے پہلے ’يُضَارُّ‘ محذوف ہو گا۔ اسی طرح ﴿فَاجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ﴾ (یونس: ۷۱) میں ’شُرَكَاءُكُمْ‘ سے پہلے ’وَادْعُوا‘ محذوف ہے۔

چھٹی قسم: چھٹی قسم یہ ہے کہ کلام دو چیزوں کا متقاضی ہو جبکہ بیان صرف ایک چیز ہو۔ مثلاً:

﴿فَمَنْ رَأَىٰ بُكْمًا بِمُوسَىٰ﴾ (طہ)

”پس تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰ (اور ہارون)؟“

اس آیت مبارکہ میں ’مُوسَى‘ کے بعد ’هَارُونُ‘ محذوف ہے۔

ساتویں قسم: ساتویں قسم یہ ہے کہ دو چیزوں کا ذکر کیا جائے جبکہ ان کے بعد آنے والی ضمیر صرف ایک ہی چیز کی طرف لوٹائی جائے۔ مثلاً:

﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا﴾ (الحُمعة: ۱۱)

”اور جب وہ تجارت یا کھیل تماشے کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔“

اس آیت مبارکہ میں ’تِجَارَةً‘ اور ’لَهْوًا‘ کا ذکر کرنے کے بعد ’إِلَيْهَا‘ میں صرف ایک ضمیر لوٹائی گئی ہے۔ اس آیت میں ضمیر بعید کی طرف لوٹائی گئی ہے، کیونکہ تجارت اصل ہے جبکہ لَهْوُ اس کی ایک قسم ہے۔ علامہ زختری نے اس آیت کی تقدیر عبارت یوں بیان کی ہے: ’وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً انْفَضُّوا إِلَيْهَا أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا‘۔ اسی طرح ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِصَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (التوبة: ۳۴) میں بھی ’هَآ‘ کی ضمیر صرف چاندی کی طرف لوٹائی گئی ہے، کیونکہ چاندی کا ذکر قریب ہے۔ اسی طرح ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۖ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ﴾ (البقرة: ۴۵) اور ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾

وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ﴾ (الانفال: ۲۰) اور ﴿وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا﴾ (النساء: ۱۱۲) بھی اسی نوع کی مثالیں ہیں۔

آٹھویں قسم: آٹھویں قسم 'اختزال' ہے۔ یہ باب افتعال سے ہے جس کا لغوی معنی 'درمیان کو کاٹنا' ہے جبکہ بعد میں یہ لفظ اصطلاحاً ایک یا ایک سے زائد کلمات (اسم، فعل یا حرف) کے حذف پر بولا جانے لگا۔ اس کی کئی اقسام ہیں:

(i) مبتدا کا حذف: اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةً رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ﴾ (الكهف: ۲۲)

”وہ عنقریب کہیں گے (وہ) تین تھے اور اُن کا چوتھا اُن کا کتا تھا۔“

اس آیت میں ثَلَاثَةً خبر ہے جس کا مبتدا 'هُمْ' محذوف ہے۔ تقدیر عبارت 'هُمْ ثَلَاثَةً' ہے۔ اسی طرح ﴿بَلَغَ ۙ فَهَلْ يَهْلِكُ﴾ (الاحقاف: ۳۵) کے شروع میں مبتدا 'هَذَا' محذوف ہے۔ اور ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ﴾ (الانبیاء) میں 'عِبَادٌ' خبر ہے جس سے پہلے مبتدا 'هُمْ' محذوف ہے۔ اسی طرح ﴿بَشِّرْ مِنْ ذٰلِكَمُ ۙ النَّارُ﴾ (الحج: ۷۲) میں 'النار' خبر ہے جس سے پہلے مبتدا 'ہی' محذوف ہے۔ اسی طرح ﴿سُورَةٌ اُنْزِلَتْهَا﴾ (النور: ۱) کے شروع میں مبتدا 'هَذِهِ' محذوف ہے اور ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا﴾ (فصلت: ۴۶) میں 'فَلِنَفْسِهِ' اور 'فَعَلَيْهَا' دونوں خبر ہیں جن کا مبتدا محذوف ہے اور تقدیر عبارت 'مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَعَمَلُهُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ اَسَاءَ فَاَسَآئَتُهُ عَلَيْهَا' ہوگی۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ ﴿وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً﴾ (النساء: ۱۷۱) میں 'ثَلَاثَةً' خبر سے پہلے 'اِلَهِتْنَا' مبتدا محذوف ہے جبکہ ابن جنی نے کہا ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے اور تقدیر عبارت یوں ہے: وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثُ ثَلَاثَةٍ جیسا کہ ایک اور آیت میں ہے۔

(ii) خبر کا حذف: اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿اَكُلْهَا ذَاتِمَ وَظِلَّهَا ۙ﴾ (الرعد: ۳۵)

”اس کا پھل ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کا سایہ (ہمیشہ رہنے والا ہے)۔“

اس آیت میں 'ظِلَّهَا' مبتدا ہے اور اس کے بعد 'ذَاتِمَ' خبر محذوف ہے۔ اسی طرح آیت مبارکہ ﴿قَالُوا لَا ضَيْرَ﴾ (الشعراء: ۵۰) میں لائے نفی جنس کی خبر محذوف ہے۔ علامہ زحشری نے اس کی تقدیر عبارت یوں بیان کی ہے قَالُوا لَا ضَيْرَ عَلَيْنَا فِي قَتْلِكَ۔ آیت

مبارکہ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا﴾ (المائدة: ۳۸) کے بارے میں سیبویہ نے کہا ہے کہ اس کی خبر محذوف ہے اور تقدیر عبارت 'فِيْمَا اتْلُوْهُ السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ' ہے۔ اسی طرح ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي﴾ (النور: ۲) سے پہلے بھی خبر 'فِيْمَا نَقَضْ عَلَيْكُمْ' محذوف ہے۔ آیت مبارکہ ﴿لَوْ لَا اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (سبا) میں بھی 'اَنْتُمْ' مبتدأ کے بعد خبر محذوف ہے۔

(iii) مبتدأ یا خبر دونوں میں سے کسی ایک کے محذوف ہونے کا احتمال ہو: اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ (یوسف: ۱۸)

”پس (میرا معاملہ) صبر جمیل ہے۔“

اس آیت میں اگر ہم ﴿صَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ کو مبتدأ مانیں تو اس کی خبر 'اَجْمَلُ' محذوف ہو سکتی ہے اور اگر ہم ﴿صَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ کو خبر مانیں تو اس کا مبتدأ 'امری' محذوف ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ﴿طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ﴾ (النور: ۵۳) بھی اسی نوع کی مثال ہے جس کی تقدیر عبارت 'طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ اَوْلٰی لَكُمْ مِنْ هٰذَا' یا 'اَمْرُكُمْ الَّذِیْ یُطَلَّبُ مِنْكُمْ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ' ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ﴿سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا﴾ (النور: ۱) کی تقدیر عبارت 'فِيْمَا اَوْحٰنَا اِلَيْكَ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا' یا 'هٰذِهِ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا' ہو سکتی ہے۔

(iv) فاعل کا حذف: اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَافِیَ﴾ (القیمة)

”ہرگز نہیں جب وہ (روح) ہنسلیوں (یعنی طلق کی ہڈیوں) میں پہنچ جائے گی۔“

اس آیت مبارکہ میں 'بَلَغَتْ' فعل کے بعد 'اَلرُّوْحُ' فاعل محذوف ہے۔ آیت مبارکہ ﴿حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ﴾ (ص) میں 'تَوَارَتْ' فعل کے بعد 'اَلشَّمْسُ' فاعل محذوف ہے۔ آیت مبارکہ ﴿فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۷۷) میں 'نَزَلَ' فعل کے بعد 'اَلْعَذَابُ' فاعل محذوف ہے۔ اور ﴿فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمٰنُ﴾ (النمل: ۳۶) میں 'جَاءَ' کے بعد 'اَلرَّسُوْلُ' فاعل محذوف ہے۔

(v) مضاف کو حذف کرنا اور اس کی جگہ مضاف الیہ کو رکھنا: قرآن میں اس کا استعمال بہت زیادہ ہے۔ اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُ بِهَا﴾ (الاسراء/بنی اسرائیل: ۱۱۰)
 ”اور اپنی نماز (میں قراءت) کو اونچا نہ کریں اور نہ ہی اس (کی قراءت) کو پست
 کریں۔“

اس آیت میں مضاف 'قراءة' محذوف ہے اور تقدیر عبارت یوں ہوگی: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِقِرَاءَةِ صَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُ بِقِرَاءَتِهَا﴾۔ آیت ﴿حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ﴾ (الانبیاء: ۹۶) میں 'مَدَّ' مضاف محذوف ہے۔ آیت ﴿وَأَشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا﴾ (مریم: ۴) میں 'شَعْرٌ' مضاف محذوف ہے۔ آیت ﴿وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ﴾ (البقرة: ۱۷۷) میں 'بِرٌ' مضاف محذوف ہے۔ آیت ﴿هَلْ يَسْمَعُونَكُم إِذْ تَدْعُونَ﴾ (الشعراء) میں 'دُعَاءُ' مضاف محذوف ہے۔ آیت ﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ۶) میں 'مِثْلُ' مضاف محذوف ہے۔ آیت ﴿وَإِنَّا مَا وَعَدْنَاهُ عَلَىٰ رُسُلِكَ﴾ (آل عمران: ۱۹۴) میں 'الْإِسْنَةِ' مضاف محذوف ہے۔ آیت ﴿وَالِیٰ مَدَیْنٍ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ (الاعراف: ۸۵) میں 'أَهْلُ' مضاف محذوف ہے۔ آیت ﴿وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ﴾ (البقرة: ۹۳) میں 'حُبٌ' مضاف محذوف ہے۔ آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ (المائدة: ۳) میں 'أَكْلُ' مضاف محذوف ہے۔ آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ (النساء: ۲۳) میں 'نِكَاحُ' مضاف محذوف ہے۔

(vi) مضاف الیہ کا حذف: یہ قرآن میں بہت کم ہے۔ اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ﴾ (البقرة: ۲۵۳)

”یہ رسول ہیں جن کے بعض کو ہم نے (ان کے) بعض پر فضیلت دی۔“

اس آیت مبارکہ میں دوسرے 'بَعْضُ' کے بعد ضمیر مضاف الیہ 'هُمْ' محذوف ہے۔ آیت ﴿لِلَّهِ الْأُمُورُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾ (الروم: ۴) میں 'قَبْلُ' اور 'بَعْدُ' کے بعد ضمیر محذوف ہے۔

(vii) مضاف اور مضاف الیہ دونوں کو حذف کرنا: اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿تَدْرُورٌ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ﴾ (الاحزاب: ۱۹)

”گھومتی ہیں ان کی آنکھیں جیسا کہ (گھومنا اس کی آنکھ کا) جس پر موت کی غشی طاری کی جاتی ہے۔“

اس آیت کی تقدیر عبارت یوں ہوگی تَدَوَّرُ عَنْهُمْ كَذَوَّرَانَ الْعَيْنِ الَّذِي يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ۔ آیت ﴿مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى﴾ (الحشر: ۷) سے مراد اَمْوَالُ كُفَّارِ أَهْلِ الْقُرَى ہے۔ آیت ﴿فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ﴾ (طہ: ۹۶) سے مراد مِنْ أَثَرِ حَافِرِ فَرَسِ الرَّسُولِ ہے۔ آیت ﴿فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ (الحج) سے مراد مِنْ أَفْعَالِ ذَوِي تَقْوَى الْقُلُوبِ ہے۔ آیت ﴿وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ﴾ (الواقعة: ۸۲) سے مراد بعض علماء کے نزدیک بَدَلِ شُكْرِ رِزْقِكُمْ ہے۔

(viii) جار اور مجرور دونوں کا حذف: اس کی مثال قرآن کی درج ذیل آیت ہے:

﴿خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا﴾ (التوبة: ۱۰۲)

”انہوں نے عمل صالح کو خلط ملط کر دیا (برائیوں سے) اور کچھ دوسری برائیوں کو (عمل صالح سے)۔“

اس آیت مبارکہ کی تقدیر عبارت خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا بِسَيِّئٍ وَآخَرَ سَيِّئًا بِصَالِحٍ ہے۔ آیت ﴿فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى﴾ (طہ) سے مراد وَأَخْفَى مِنَ السِّرِّ ہے۔ آیت ﴿وَلَذِكْرِ اللَّهِ الْكِبَرُ﴾ سے مراد الْكِبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ہے۔

(ix) موصوف کو حذف کرنا: اس کی مثال قرآن کی درج ذیل آیت ہے:

﴿وَعِنْدَهُمْ قَصِيرَاتُ الطَّرْفِ﴾ (الصُّفَّت: ۴۸)

”اور ان کے پاس نگاہیں نیچی رکھنے والی (حوریں) ہوں گی۔“

اس آیت مبارکہ کی تقدیر عبارت یوں ہے: ﴿وَعِنْدَهُمْ حُورٌ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ﴾۔ آیت ﴿وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسْرٍ﴾ (القمر) سے مراد سَفِينَةٍ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسْرٍ ہے۔ آیت ﴿وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ﴾ (البینة) سے مراد دِينُ الْأَمَةِ الْقِيَمَةِ ہے۔ آیت ﴿إِنْ أَعْمَلْ سِغَاتٍ﴾ (سبا: ۱۱) سے مراد دُرُوعًا سَابِغَاتٍ ہے۔ آیت ﴿وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ (البقرة: ۶۲) سے مراد عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا ہے۔ آیت ﴿وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا﴾ (الانسان/الذھر: ۱۴) سے مراد وَجَنَّةٌ دَانِيَةٌ ہے۔ آیت ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾ (البقرة) سے مراد لِّلْقَوْمِ الْمُتَّقِينَ ہے۔ آیت ﴿وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾ (سبا) سے مراد الْعَبْدُ الشَّكُورُ ہے۔

(x) صفت کا حذف: اس کی مثال قرآن کی درج ذیل آیت ہے:

﴿لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ عَنِ أَهْلِكِ﴾ (ہود: ۶۳)

”وہ تمہارے (نجات پاتے والے) اہل و عیال میں سے نہیں ہے۔“

اس آیت کی تفسیر عبارت یوں ہے: لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ عَنِ أَهْلِكِ النَّاجِيْنَ - آیت ﴿فَلَا يُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزْنًا﴾ (الکہف) سے مراد وَزْنًا نَافِعًا ہے۔ آیت ﴿يَا خُذْ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا﴾ (الکہف) سے مراد سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ ہے۔ آیت ﴿وَوَكَّذَبَ بِهٖ قَوْمُكَ﴾ (الانعام: ۶۶) سے مراد قَوْمُكَ الْمُعْتَدِلُونَ ہے۔ آیت ﴿مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ﴾ (الذَّٰرِيَةِ: ۴۲) سے مراد شَيْءٍ سَلَطْتَ عَلَيْهِ ہے۔ آیت ﴿قَالُوا النَّارُ جَنَّتْ بِالْحَقِّ﴾ (البقرة: ۷۱) سے مراد الْحَقِّ الْمُبِينِ ہے۔

(xi) معطوف کا حذف: اس سے مراد حرف عطف مثلاً واو وغیرہ کے بعد کی عبارت کا محذوف ہونا ہے۔ اس نوع کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهَا﴾ (النمل: ۴۹)

”ہم اس کے اہل و عیال (اور اس) کی ہلاکت کے وقت موجود نہیں تھے۔“

اس آیت کی تفسیر عبارت ”مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهَا وَمَهْلِكُهَا“ ہے۔

بعض اوقات حرف عطف اور معطوف دونوں ہی محذوف ہوتے ہیں۔ اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلًا﴾ (الحديد: ۱۰)

”نہیں برابر تم میں سے وہ جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے انفاق کیا اور قتال کیا (اور

جنہوں نے فتح مکہ کے بعد انفاق اور قتال کیا)۔“

اس آیت کے بعدوَمَنْ أَنْفَقَ مِنْ بَعْدِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٌ محذوف ہے۔

(xii) معطوف علیہ کا حذف: اس سے مراد حرف عطف مثلاً واو وغیرہ سے پہلے کی عبارت کو حذف کرنا ہے۔ اس نوع کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلَّةٌ أَرْضٍ ذَهَبًا وَلَوْ اٰتٰهُمُ بِهَا﴾ (آل عمران: ۹۱)

”پس ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ان میں سے کسی ایک سے بھی زمین بھر سونا (اگر وہ اس کا

مالک ہو) اور اگر چہ وہ اس کو بدلے میں دے۔“

اس آیت مبارکہ کی تفسیر عبارت ”فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلَّةٌ أَرْضٍ ذَهَبًا مَلَكُهُ وَلَوْ

افتدای بہ ہے۔ بعض اوقات حرفِ عطف اور معطوف علیہ دونوں محذوف ہوتے ہیں۔ اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾

(البقرة: ۱۸۴)

”پس جو تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو (اور روزہ نہ رکھے) تو دوسرے دنوں میں کفّی پوری کرنا ہے۔“

اس آیت کی تقدیر عبارت ’فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ‘ ہے۔ آیت ﴿إِنْ أَصْرَبْتَ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ﴾ (الشعراء: ۶۳) سے مراد اِنْ أَصْرَبْتَ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ ہے۔

(جاری ہے)



بقیہ: حکمتِ نبویؐ

تھوڑا سا اس کے گھر بھی بھیج دو۔“

اس سے معلوم ہوا کہ ہمسائیگی کا معاملہ بڑا حساس ہے۔ اس لیے ایسی حرکت کبھی سرزد نہیں ہونی چاہیے جس سے ہمسائے کو اذیت پہنچتی ہو بلکہ اس کے برعکس ہر وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہمسائے کو ہر ممکن طریقے سے نفع پہنچایا جائے۔ ہمسائے کے معاملہ میں جس قدر احتیاط ملحوظ خاطر رکھی جائے کم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا آمَنَ بِي مَنْ بَاتَ شَبَعَانِ وَجَارُهُ جَانِعٌ إِلَيَّ جَنْبِهِ وَهُوَ يَعْلَمُ بِهِ))^(۶)

”وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا (اور وہ میری جماعت میں نہیں ہے) جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کر رات کو سو جائے کہ اس کے برابر رہنے والا پڑوسی بھوکا ہو اور اس آدمی کو اس کے بھوکا ہونے کی خبر بھی ہو۔“